افادات حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی
قدس اللہ سرہٗ

شریعتِ اسلامیہ کی جامعیت

کیا اس کے ہوتے ہوئے کسی اور قانون سازی کی ضرورت ہے؟

میرے محترم بزرگو! آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) جس طرح آخرت کی فلاح و انجام کے ذرائع اور اسباب کو بتلاتی ہیں، اسی طرح اس دنیاوی زندگی کی فلاح و بہبودی پر بھی پوری روشنی ڈالتی ہیں وہ جسطرح روحانیت اور ملکیت کی دشوار گذار گھاٹیوں میں رہنمائی کرتی ہیں، اسیطرح مادیت اور بہیمیت کی اصلاح اور درستی کی راہوں میں بھی مشعلِ ہدایت بنتی ہیں۔ وہ جسطرح مخلوق کو خالق اور اس کی رضا و خوشنودی سے دوچار کرتی ہیں۔ اسی طرح مخلوقات کے آپس کے تعلقات کو بھی نہایت استوار اور مہذب بناتی ہیں۔ وہ جسطرح شخصی اور انفرادی اخلاق و اعمال کی درستی کی ذمہ داری کرتی ہیں۔ اسی طرح اجتماعی زندگی اور سیاسی ترقیات کی بھی کفالت کرتی ہیں۔ وہ اگر ایک طرف تدبیر منزل اور سیاسات مدینہ کی اصلاحی اسکیم پیش کرتی ہیں۔ تو دوسری طرف اعتقادات حقّہ اور حکم بالغہ کی طرف بھی ہدایت کرتی ہیں۔ انہوں نے اگر اوہام و شکوک اور عقائد باطلہ کا قلع و قمع کر دیا ہے۔ تو دوسری طرف بیکاری، گداگری، آرام طلبی، اسراف، ظلم و ستم، کمزوروں اور ضعفاء کے ستانے (وغیرہ) کو بھی جڑ سے کھود ڈالا ہے۔ غرض یہ ہے کہ عالمِ انسانی کی روحانی اور جسمانی زندگی اور ترقی کی جس قدر ضرورتیں اور حوائج تھیں خواہ اس عالم سے تعلق رکھتی ہوں یا آئندہ پیش آنے والے عالم سے وابستہ ہوں۔ سبھی کے لئے ان میں مکمل ہدایات اور رہنمائی موجود ہے۔ قرآن کو اٹھا کر دیکھئے۔ اگر ایک جگہ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ کا حکم ہے۔ تو دوسری جگہ واعدّوا لھم ما استطعتم۔ الآیۃ کا ارشاد ہے۔ اگر کہیں یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللّٰہ ذکراً کثیرا۔ فرمایا گیا ہے، تو دوسری جگہ اصلحوا بین اخویکم اور لا تنابزوا بالالقاب وغیرہ آداب معاشرت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر کہیں حج، روزہ اور زکوٰۃ کے احکام ذکر کئے گئے ہیں تو دوسری جگہ جہانبانی اور حدود و قصاص، تعزیر و نکاح۔ طلاق و خلع، جنگ و صلح کے قوانین بتلائے گئے ہیں۔ اگر کہیں اعمال و اموال کی اصلاحی تدبیریں زہد و ریاضت کی عمدہ صورتیں بتائی

گئی ہیں تو دوسری جگہ عقائدِ حقّہ اور علومِ صادقہ کی تعلیمات موجود ہیں۔ اگر کہیں امم ماضیہ اور اقوامِ عالم کی تاریخ پیش کر کے عبرت دلائی گئی ہے تو دوسری جگہ زمینوں اور اقالیم کی جغرافیائی حالتوں اور ان کی آیات وغیرہ کو نظر و فکر اور غور سے دیکھنے کا ارشاد کیا گیا ہے۔ اگر ایک جگہ فلکیات اور نجوم و کواکب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو دوسری طرف کائنات الجو اور نفسیات کو پیش کیا گیا ہے۔ اگر ایک جگہ فلسفۂ جمادات، نباتات، حیوانات، عنصریات، طبعیات اور مابعد الطبعیات کو سمجھایا گیا ہے تو دوسری جگہ حکمتِ ابدان و نفوس اور روحانیت، عالمِ ملکوت، ما فوق المحسّیات وغیرہ کو روشن کیا گیا ہے۔

الحاصل مذہبِ اسلام اور اس کے علوم و تعلیمات ایک جامع اور مکمل روشنی ہے، جس میں ہر قسم کی اصلاح اور ہر نوع کی ہدایتیں موجود ہیں۔ وہ ان مذاہب کی طرح سے ناقص مذہب نہیں ہے، جس میں انسانی نجات کے ایک پہلو کا تکفل کیا گیا ہے اور دوسرے پہلوؤں سے اعراض اور بے توجہی برتی گئی ہو۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس ۲۳ سالہ زندگی اور تعلیمات کو ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر جامع واقع ہوئی ہے۔ اگر ایک طرف آپ اصولِ خلافت و سلطنت جمہوریت اور آدابِ حکمرانی، تدابیرِ مملکت، حل و عقد، صلح و جنگ وغیرہ عمل میں لاتے اور تعلیم فرماتے ہیں تو دوسری طرف سیاستِ منزلی، تہذیبِ اخلاق، آراستگیٔ آداب، خاندانی معاملات، گھرانوں کے آپس کے تعلقات کو اعلیٰ پیمانے پر عمل میں لاتے ہوئے لوگوں کو سکھلاتے ہیں۔ اگر کبھی آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام مسندِ قضا اور کرسی، انصاف و فصلِ خصومات، قطعِ منازعات پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے ججی اور چیف جسٹسی کے فرائض کو انجام دیتے اور امت کو ان کا درس دیتے ہوئے فیصلہ جات کے دستور العمل کی تعلیم کرتے ہیں تو کبھی قواعدِ تقنین، استخراج مسائل، افتاء واقعات۔ استنباط احکام عمل میں لاتے ہوئے لوگوں کو لاء اور قانون کا ماہر بناتے ہیں۔

اگر کبھی آپ کرسیٔ احتساب و فوجداری پر بیٹھے ہوئے حدود و قصاص، تعزیر و حبس، ضرب و طرد، تادیب وغیرہ مجرموں۔ قانون وغیرہ کو ہاتھ میں لینے والوں۔ اہلِ فسق و فجور، اصحاب بغی و عدوان۔ اربابِ منکرات قانون شکنی کرنے والوں وغیرہ پر جاری فرماتے ہوئے۔ طرق سیاست۔ اہلِ بدعات، قواعد احتساب ذرائع سدّ منکرات، مداخل شہوات و غضب۔ تعدی و غضب کے روکنے اور تھامنے کے قوانین کی تعلیم فرماتے ہیں۔ تو کبھی خوش الحانی اور عمدہ طریقہ پر قرآن خوانی کرتے

ہوئے قلوب و ارواح کو زندہ کرتے اور قواعد قرأت و تجوید، مخارج حروف اور صفات اظہار و اخفاء وغیرہ کی تعلیم دیتے ہیں، کبھی اور اد و ادعیہ، نوافل نماز و روزہ، شب بیداری و تہجد گذاری، ذکر و فکر اعمالِ روحانی وغیرہ میں مستغرق ہوتے ہوئے انوارِ ربانیہ کو جلوہ افروز اور ملائکہ روحانیہ کو جذب کرتے اور مادی ظلمات اور نفسانی کثافتوں کو دور کرتے ہوئے حاضرین بارگاہ کی غفلتوں اور پراگندگی کو دفع کرتے ہیں۔

ان طرق ذکر و فکر وغیرہ کی تعلیم اور ان کا تصفیہ اور تذکیہ کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ تو کبھی اسرار ذات و صفات و افعال و احکام الٰہیہ اور بے غایت و بے نہایت علوم و حقائق کو بیان فرماتے ہوئے لوگوں کو علوم و حقائق فلسفہ الٰہیات اور حکم حقیقیہ کی تعلیم کرتے ہیں۔ اگر کبھی آپ ممبر وعظ و نصیحت پر جلوہ فرماتے ہوئے دلوں اور روحوں میں زلزلہ ڈالتے ہیں۔ اور ترغیب و ترہیب کے میدان میں اتر کر دوزخ کے عذاب، قبر اور حشر و نشر کے ہولناک منازل حساب اور میزان و پلصراط کے جانگداز مصائب و مشکلات، جنّت کی اعلیٰ درجہ کی نعمتیں اور اس کے مقاماتِ عالیہ اور ان کے ذرائع و اسباب کا ذکر کر کے کافروں کی زنّاروں کو تڑواتے نافرمانوں اور عاصیوں سے توبہ کراتے۔ سخت دلوں کو موم بناتے اور مادّی دنیا اور اس کے تعلقات سے زاہد اور متنفر کرتے ہوئے حق شناسی کی تعلیم و تلقین فرماتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ تو کبھی میادین جنگ، احد بدر، حنین، تبوک وغیرہ میں اتر کر مورچہ بندی۔ صف آرائی، تربیتِ افواج، قتل و قتال، فتح و شکست وغیرہ خدماتِ سپہ سالاری و جرنیلی انجام دیتے ہوئے لوگوں کو مکمل فوجی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر آپ ماہر اقتصادیات اور استاد معاشیات بن کر کبھی تجارات، صناعات۔ کسب معیشت، زراعات وغیرہ کی تعلیمات اور ترغیبات دیتے ہوئے اقتصادیات کی تلقین بیکاری اور گداگری کی قباحتیں ذکر فرماتے اور بیع و شرا مزارعت و مساقات، سلم و اجارہ، رہن و حوالہ، کفالت و شرکت و قف ودیعت وغیرہ ضروری معاملات کے قوانین بناتے اور تعلیم دیتے ہیں تو کبھی فرائض رسالت و سفارت انجام دیتے ہوئے تبلیغ اور دعوت فرماتے اور دنیا کی قوموں اور بادشاہوں کو حق پرستی اور حقیقی اصلاح و نجات کی طرف بلاتے ہیں۔ لوگوں کو حسبِ استعداد قابلیت اطرافِ عالم کی طرف بھیجتے ہیں۔ اقوام عالم کے قلوب کو مائل کرنے اور اُن کی ارواح کو مسخر کرنے کی عمدہ سے عمدہ تدبیریں عمل میں لاتے ہیں۔ اگر کبھی روحانی مرشد کامل بنکر ارشاد و تلقین۔ تزکیہ و تجلیہ عمل میں لاتے ہوئے اپنی روحانی طاقت اور توجہ قلبی سے لوگوں کے دلوں اور روحوں سے نفسانی کدورتوں

اور مادی آلائشوں کو دور کرتے اور اسکی تعلیم دیتے ہیں۔ اور کبھی جسمانی امراض اور ابدانی اقسام کے معالجہ کرنے والے خواص عقاقیر و ادویہ، اور امراض کی تشخیص کرنے والے اور اس کی تعلیم دینے والے نظر آتے ہیں۔

الغرض حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس سالہ زندگی اور آپ کی تعلیمات پر اگر غور سے نظر ڈالی جائے اور آپ کی تعلیمات پر توجہ کی جائے تو اس قدر جامع اور کامل نظر آئے گی کہ جس کی نظیر کسی رہبر اور کسی ہادی میں ملنی دشوار بلکہ محال ہے، آپ کی صداقت اور کمالات کے متعلق جو کچھ غیر مسلموں نے لکھا ہے۔ اور جو کچھ آپ کی سچی اور بے لوث مکمل تعلیمات پر مخالفین نے رائے زنی کی ہے۔ اگر ہم جمع کریں تو ایک طویل دفتر ہو جائے۔ مگر بطور مشتے نمونہ از خروارے، ہم مسٹر طامس کارلائل کا وہ مقولہ نقل کرتے ہیں جو اس نے اپنی تصنیف ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ میں لکھا ہے وہ کہتا ہے: "صاف شفاف قلب اور پاکیزہ روح رکھنے والے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیوی ہوا و ہوس سے بالکل بے لوث تھے۔ ان کے خیالات نہایت متبرک اور ان کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے وہ ایک سرگرم اور پُر جوش ریفارمر تھے جن کو خدا نے گمراہوں کی ہدایت کے لئے مقرر کیا تھا۔ ایسے شخص کا کلام خود خدائی آواز ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انتھک کوشش کے ساتھ حقانیت کی اشاعت کی اور زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے مقدس مشن کی تبلیغ جاری رکھی۔ دنیا کے ہر حصہ میں ان کے متبعین بکثرت موجود ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کامیاب ہوئی (عصر جدید ۱۸ اگست ۱۹۲۹)

اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے صحابہ کرام اور تلامیذ عظام نے کامل ہادی اور مکمل ریفارمر بن کر آپ کے بعد ہی تقریباً تمام دنیا میں عدل وحقانیت، خدا ترسی وعدالت، اخلاص وللّٰہیت، سچی مساوات اور مکمل سیاست، کامل ہمدردی اور اخوت، انصاف اور جمہوریت پھیلا دی۔ بچوں کا قتل کرنا مٹا دیا۔ ناروا غلامی کو دور کر دیا۔ ملکی حقوق میں برابری دیدی۔ اپنوں اور غیروں، مسلم اور غیر مسلم ایشیائی اور افریقی، عرب اور عجم وغیرہ میں یکساں انصاف کیا۔ بھاری محصولات سلطنت کو گھٹا کر عشر (دسواں) اور نصف العشر (بیسواں) اور ربع العشر (چالیسواں) حصہ کر دیا۔ تجارت کو تمام بے جا محصولات اور مزاحمتوں سے آزاد کر دیا۔ اسلام کے معتقدین کو مذہبی سرگرمیوں کیلئے جبریہ ٹیکس دینے سے بری کر دیا۔ مغلوب مذاہب پر غالب کیلئے مذہبی چندوں کی رسم کو مٹا دیا۔ انہوں نے اُن مفتوح اقوام کو بھی ہر قسم کے حقوق اپنوں کی طرح عطا کئے جو کہ اپنے ہی مذاہب کے پابند تھے، ان کے جان ومال، عزت وآبرو کی اسی طرح حفاظت کی جسطرح مسلم اقوام کی کیجاتی تھی۔ ان کو ہر قسم کی پناہ دی۔ انہوں نے مال کی حفاظت

کے لئے سود لینے کو اور بغیر حکم عدالت خون کا بدلہ لینے کو موقوف کر دیا، صفائی اور پرہیزگاری کا تحفظ لیا۔ حرام کاری کو موقوف کر دیا، غریبوں کو خیرات دینے اور بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پہ رحمت و شفقت کی ہدایت کی۔ حیا و شرم کو پھیلایا۔ فواحش اور منکرات کو مٹایا، اوہام باطلہ اور من گھڑت اور مادی آلھہ کی حکومت کو اقوام عالم سے نیست و نابود کر دیا۔ اور ان کی نفرت لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی۔

ان تھوڑے ہی دنوں کی تعلیم و تربیت سے اگر ایک طرف خالد بن ولید، ابو عبیدہ بن الجراح، سعد بن وقاص، عمرو بن عاص، سلمان فارسی وغیرہم جیسے فاتحین عالم اور سپہ سالار پیدا ہو گئے جنہوں نے قوی سے قوی اور مضبوط سے مضبوط سلطنتوں کے تختے الٹ دئے تو دوسری طرف ابوبکر بن ابی قحافہ، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، معاویہ بن ابی سفیان جیسے سیاسی جہاں بان بنا دئے گئے۔ اگر ایک طرف ابو ذر غفاری۔ عبداللہ بن عمرو عاص جیسے زہاد و عبّاد تارک الدنیا بن گئے تو دوسری طرف حکیم بن حزام۔ عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہ جیسے اعلیٰ درجہ کے تاجر تیار ہو گئے۔ اگر ایک طرف حضرت علی بن ابی طالب، زید بن ثابت، عبداللہ بن عباس جیسے قاضی اور جج تیار ہوئے۔ تو دوسری طرف ابوہریرہ، انس بن مالک، عبداللہ بن مسعود جیسے پروفیسران علوم موجود ہو گئے (اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں اس کی تفصیلی فہرست پیش کرتا۔

یہی تعلیمی جامعیت اور مذہب کی ہر قسم اور ہر شعبہ پر شان احتوا تھی۔ جس کے ہر قانون اور ہر قاعدہ میں مشفقانہ اصلاح اور مربیانہ ہمدردی بھری ہوئی تھی، اس نے مسلمانوں کو باوجود ہر قسم کی بے سروسامانی کے اقوام عالم پہ حکمراں بنا دیا۔ بڑی سے بڑی قومیں ان کے سامنے سر بسجود ہو گئیں — مذہب اسلام عالم انسانی کے دلوں میں جاگزیں ہو گیا۔ قومیں فوجاً فوجاً اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئیں، نہ صرف مفتوح قومیں بلکہ اجنبی ممالک، اور فاتح اسلام قومیں بھی اسلام میں داخل ہو گئیں، جس کی بنا پہ نہایت ہی تھوڑے عرصہ میں بحر اٹلانٹک کے مشرقی ساحل سے لیکر بحر پاسفک کے مغربی ساحلوں اور اس کے جزائر تک اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔ اور باوجودیکہ بانیٔ اسلام کی جدائی کے وقت مسلمانوں کی مردم شماری چار لاکھ سے زائد نظر نہیں آتی۔ مگر آج بقول نیویارک ٹائمز اسلام کے ماننے والے ستر کروڑ پائے جاتے ہیں، مسلمانوں نے اسی تعلیم قرآن و حدیث کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر کے علٰحدہ علٰحدہ فنون بنائے۔ علم عقائد و توحید میں بہت سی کتابیں مختصر اور مطول لکھی گئیں، جن میں انہیں علوم سابقہ اور حقائق یقینیہ پہ روشنی ڈالی گئی۔ جو کہ الٰہیات اور رسالت، مبدا اور معاد وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے مشکوک اور شبہات

باطلہ اور اوہام وخیالاتِ فاسدہ کو جن میں دوسرے مذاہب مبتلا تھے، ان کا قلع قمع کیا گیا۔ فلسفۂ یونان وغیرہ کے ترجمے ہونے کے بعد جو امور باعثِ شکوک ہوتے تھے یا ہو سکتے تھے ان کے ازالہ کے لئے طول طویل بحثیں پیش آئیں۔ اور علم کلام مدوّن ہوا، ان میں دہریہ، ملاحدہ، یہود، نصاریٰ، بت پرستوں وغیرہ کے شبہات وغیرہ پر پوری روشنی ڈالی گئی۔ علم فقہ میں تمام اسلامی قوانین کو ضبط کیا گیا، جو کہ طہارت و عبادت، نماز روزہ، زکوٰۃ حج کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتے بلکہ ان میں تدبیر منزل کے تمام قوانین خواہ نکاح وطلاق و عدت، رجعت، خلع و ایلاء وغیرہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں یا معاشرت اور امور خانہ داری، انصاف بین الازواج والاقربا والخدمہ سے وابستہ ہوں، سب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز غیر مسلم رعایا اور اعدائے اسلام اور مخالفین خلافتِ اسلامیہ نافرمانان قوانین وغیرہ کے متعلق احکام و تعزیرات صلح وجنگ جزیہ اور ٹیکس وغیرہ کے اصول و قوانین بتائے گئے ہیں۔

دنیاوی زندگی کے تمام معاملات، کمپنیوں اور شرکتوں کے قواعد، تجارات اور صناعات کے احکام، مفصل خصومات، شہادات اور ایمان کے تمسکوں، اقرار ناموں، فارموں اور اسٹامپ، وصیت ناموں، وکالت ناموں وغیرہ کے ضوابط اور صور درج کئے گئے ہیں۔ فتاویٰ اور شروح جن پر تمام اسلامی حکومتوں کا ہمیشہ عمل درآمد رہا ہے۔ انہیں قوانین سے پر ہیں۔

علمِ تصوف میں اخلاقیات پر پوری روشنی ڈالی گئی ہے۔ زہد و ریاضت، تقویٰ اور پرہیزگاری، خداترسی۔ اور خلقت پروری، روحانیت اور محاسنِ اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے، علاوہ ازیں اصولِ فقہ، اصولِ حدیث، اصول تفسیر، تفسیر اور ان کے آلات و ذرائع۔ نحو، صرف، معانی، بیان، ادب، لغت، قراءۃ و تجوید، فرائض، حساب، ریاضی، جغرافیہ، تاریخ، ہیئۃ، فلسفہ، منطق، جبر و مقابلہ، مساحت، اصطرلاب ربع مجیب وغیرہ ہر قسم کے فنون ہیں جن کو مدارس اسلامیہ کے پروگرام میں ہمیشہ سے کم وبیش حصہ دیا گیا ہے۔ ان علوم وفنون میں سب سے زیادہ خداترسی اور تعلق الٰہی اور رضا جوئی خداوندی کو اہمیت دی گئی ہے۔ مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اخلاق فاضلہ خیر اندیشی، فیض رسانی، پاکدامنی، حیا، تحمل، صبر، کفایت شعاری، سچائی، راستبازی، عالی ہمتی، صلح پسندی، سچی محبت و ہمدردی، توکل بخدا، رضا بالقضا، انقیاد امر الٰہی، رعایا پروری، رواداری، ایثار و قربانی وغیرہ کو بہت زیادہ سراہا گیا ہے۔ ناانصافی، کذب، غرور، انتقام، غیبت، استہزاء، طمع، فضول گوئی، فضول خرچی، خودغرضی، عیاشی، خیانت، بدعہدی، بدگمانی، قطع رحمی، نفاق وغیرہ بڑے افعال و اعمال کو بہت زیادہ قابل ملامت و نفرین قرار دیا گیا ہے۔ اور ان کو نہایت ہی قبیح بلکہ بے دینی بتایا گیا ہے۔ ان میں

سچائی کے ساتھ، مخلوقِ خدا کے ساتھ احسان و کرم، نفع رسانی اور خیر خواہی کی تاکید کی گئی ہے، ابتداء ہی سے تعلیماتِ اسلامیہ میں ایسی ایسی درسیات داخل کی گئی ہیں، جن سے بچپن ہی سے اس قسم کے جذبات پیدا ہو جائیں، بے حیائی اور خود غرضی فواحش اور دست درازی، گناہوں وغیرہ سے نفرت دل میں جاگزیں ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی تعلیمات میں کریما، ما مقیما، پند نامہ عطار، گلستان، بوستاں وغیرہ جیسی کتب داخل کی گئیں، جن سے روحانیات اور روحانی اخلاق میں روز افزوں ترقی موجزن ہوتی تھی۔ ان میں خداوند کریم کی غیر محدود طاقت اور علم کا یقین دلایا گیا ہے، برائیوں اور ممنوعات کے ارتکاب پر بے پناہ عذابِ خداوندی سے ڈرایا گیا ہے۔ اور فرمانبرداری اور عمدہ اعمال و اخلاق پر غیر متناہی انعامات کے پختہ وعدے کئے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے حقیقی امن و امان اور کامل ترقی اور فلاح دنیا و آخرت میں ہو سکتی ہے۔ تنہائی میں مجالس میں چہار دیواری کے احاطوں میں پہاڑوں میں جنگلوں میں، تہ خانوں میں، شہنشاہی تختوں پر، مضبوط قلعوں کے احاطوں میں، افواج و عساکر کی قوتوں کے ساتھ بیچارگی اور کمزوری کی حالت میں یکساں طور پر برے اعمال و اخلاق سے بچنا۔ اور محاسن افعال و ملکات کو اختیار کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

> اسلام کی جامعیت کے مقابلہ میں مغربی علوم، تہذیب و تمدن اور تعلیماتِ جدیدہ کی کیا حالت ہے — ؟ اس کا موازنہ اگلی قسط میں ملاحظہ فرمادیں۔ (ادارہ)

بقیہ دعوات عبدیتِ حق رہا ہے۔ اس کو بلا کر پروانہ واپس لے لیا اور کہا کہ مصاحبت گو تھوڑی ہی کیوں نہ ہو مگر اس کا بھی ضرور اثر ہوتا ہے تم حجاج کے ساتھ ایک دن بھی رہے ہو تو تجھ میں اسکی خو آئی ہو گی۔ ایک عام شاہی فرمان عدی بن عدی کے واسطہ سے جاری فرمایا جس میں ارشاد تھا: اِنّ للایمان فرائض — الخ ایمان کے کچھ تقاضے ہیں اس کو پورا کرنا ہو گا۔ تب ایمان کامل ہو گا ورنہ نِرا ایمان کا دعویٰ کام نہیں دے گا۔ ایمان کیلئے اعمال ہیں مثلاً صلوٰۃ زکوٰۃ، صوم، حج وغیرہ اور کچھ عقائد ہیں، کچھ منہیات ہیں۔ اسطرح ایمان کے کچھ حدود ہیں جس سے مراد سزائیں بھی ہیں جیسے حدِ زنا، حد سرقہ، حد شرب، حد قذف، اور اعمال کے حدود ان کا مبدأ و منتہٰی بھی ہے اور حضورؐ کے بیان کردہ طریقے بھی ہیں سب طرق اور احکام و قوانینِ اسلامیہ کی رعایت لازمی ہو گی۔ امیر المومنین کے ایسے احکام اور کوششوں نے فضا بدل دی۔ خلافتِ راشدہ جیسا دور آیا اور اللہ نے ان کے ذریعہ اسلام کی حفاظت فرمائی۔ ہم بھی آج اسلامی قوانین کی برکات سے محروم ہیں۔ خداوند کریم ہمیں انگریزی قانون سے نجات دیکر عمر بن عبد العزیز کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

* *